

===== ظهور احمد اظہر

کسی چیز کی اہمیت اس کے اغراض و مقاصد سے متعین ہوتی ہے اور اس کا تاریخی پس منظر بھی اس کی اہمیت کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو حج حقیقت میں اس ندائے ابراہیمی پر لبیک کہنے کی عملی صورت ہے جو انہوں نے اللہ کے حکم سے بلند کی تھی۔ اس حکم خداوندی کے الفاظ یہ ہیں :

واذن فی الناس بالحدج یا توکرجالو علی کل منامریاً تبین من کل فج عمیق،
لیشهدوا منافع لهم، ویذکروا اسم الله فی ایام معلومات علی ما رزقهم
من بهیمة الانعام. فکلوا منها واطعموا الباس الفقیر، ثم لیقضوا لغشهم
ولیوفوا بصدورهم ولیطوفوا بالبيت العتیق۔

لوگوں میں حج کے لئے پکار دیجئے، وہ آپ کی طرف آیا کریں گے، بعض پیدل چلتے ہوئے

اور کچھ ہر طرح کی دہلی سواروں پر جو ہر دور کے رستے سے آتی ہوں گی، تاکہ وہ اپنے فائدہ و منافع کا مشاہدہ کریں، اور مقررہ دنوں میں اللہ کے نام کا ذکر اس پر کریں جو اس نے انہیں چوپائے جانور عطا کئے ہیں، سو ان میں سے کھاؤ اور بیکسوں اور محتاجوں کو بھی کھلاؤ، پھر انہیں چاہیے کہ اپنی میل کچیل آتاریں اور اپنی منتوں کو پورا کریں اور قدیم گھر کا طواف کریں۔

(الحج: آیت ۲۷ تا ۲۹)

قرآن مجید کی ان آیات میں حج کے جو فوائد و مقاصد تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں ان سے حج کے تاریخی پس منظر پر روشنی پڑتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے اس منفرد و عظیم الشان اجتماع کے موقع پر ہر طرف سے لبیک اللہم لبیک کی جو صدا بلند ہوتی ہے وہ حقیقت میں اسی ندائے ابراہیمی کا جواب ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے بجا فرمایا ہے کہ ”یکے از مقاصد اسلام احیاء سنت ابراہیمی است“ اور اس احیاء کی بہترین مثال حج بیت اللہ ہے۔ گویا حج کرنے والا جبرائیل و حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے اللہ کے گھر میں حاضر ہوتا ہے۔

آداب حج | آداب حج میں پہلی بات یہ ہے کہ ہر حاجی کے دل میں یہ بات جبر و ایمان کی حیثیت سے نقش ہونی چاہیے کہ وہ معمار بیت اللہ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے حاضری لے رہا ہے، ایک عظیم الشان مشن پر جا رہا ہے تاکہ بت شکن ابراہیمؑ کی سنت کے مطابق دنیا سے کفر و شرک کی لعنتوں کا خاتمہ ہو جائے اور کاروان زندگی شرک و بت پرستی کی دلدل سے نکل کر صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جائے :

خوف غیر اللہ عمل را دشمن است

کاروان زندگی را دشمن است

حج بیت اللہ کے آداب میں دوسری اہم بات یہ ہے کہ جو لوگ دعوتِ خداوندی اور ندائے ابراہیمی پر لبیک کہتے ہوئے بیت اللہ کے جوار میں جا پہنچتے ہیں وہ دراصل اللہ کے مہمان ہوتے ہیں اس لئے آداب مہمانی ہمیشہ پیش نظر رکھنے چاہئیں کیونکہ مہمان کا فرض ہے کہ صاحبِ خانہ کی تعظیم اور احترام کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھے اور جب صاحبِ خانہ خالق کائنات اور سب

جہانوں کا پانہار ہو تو مہمان کو اپنی عزت و شان کا مزید احساس ہونا چاہیے کہ وہ کس ہستی کے گھر حاضری کا شرف حاصل کر رہا ہے! اس لئے اپنے میزبان اور قاد مطلق کے پاک گھر کی عظمت و نظافت کے خیال کو اپنے دل سے کبھی نہ نکالے تاکہ جب وہ واپس لوٹے تو پاکیزہ اور صاف ستھرا دل لے کر اور اپنے جلیل القدر میزبان کی رضامندی و خوشنودی ساتھ لے کر آئے۔

آداب حج میں تیسری اہم بات جو بیت اللہ کی زیارت سے مشرف ہونے والے کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ہر حاجی اس عظیم الشان اجتماع میں اپنے وطن کے سفیر اور اپنی قوم کے نمائندے کی حیثیت سے شریک ہو رہا ہے۔ اس کا رویہ، اس کا کردار اور اس کا رہن سہن ایسا ہونا چاہیے جس سے دوسرے بلاد اسلامیہ سے آنے والے بھائی خوش ہوں اور اس کے اپنے وطن اور قوم کی نیک نامی اور عظمت میں اضافہ ہو، وہ اللہ کے گھر کے پڑوسیوں کے ساتھ بھی ایسا ہی حسن سلوک کرے۔ پاکستان سے جانے والا ہر حاجی اپنے وطن کا سفیر بن کر جائے اور تمام سفارتی آداب کو پیش نظر رکھے تاکہ اپنے وطن پاک اور قوم کی بہترین نمائندگی کر سکے۔

آداب حج میں چوتھی ضروری بات ظاہر و باطن کی طہارت اور پاکیزگی ہے۔ حج پر جانے والے کو یہ تصور کرنا چاہیے کہ وہ اللہ کے گھر میں حاضری دینے اور دین اسلام کے ایک عظیم الشان اجتماع میں شرکت کے لئے جا رہا ہے۔ یہاں اس کو بیت اللہ کے پڑوسیوں سے ملنا ہے اور دور دراز سے آنے ہوئے برادران اسلام سے ملاقات کا شرف حاصل کرنا ہے۔ اس لئے احرام کا لباس صاف ستھرا ہونا چاہیے۔ احرام باندھنے سے پہلے بدن کی صفائی اور طہارت پر پوری توجہ دینا چاہیے۔ ظاہری طہارت و صفائی کے ساتھ باطن کی صفائی بھی ضروری ہے۔ دل کو حسد، عداوت اور گناہ کی تمام آلائشوں سے پاک کرنے کا پختہ عہد کرنا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حج مبرور کی نعمت برکتیں نصیب ہوں اور گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہو جائے گویا کہ آج ہی پیدا ہوا ہے۔ طہارت و پاکیزگی کے اس عزم سے انسان کو آئندہ زندگی میں گناہوں کی ترغیبات کے سامنے ثابت قدمی نصیب ہوتی ہے اور وہ اسلامی معاشرے کا ایک اچھا مفید فرد بن جاتا ہے۔

آداب حج میں شعائر اللہ کی تعظیم بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ حج کے توسط سے انسان کے دل میں اطاعت اور بندگی کے ساتھ ساتھ اتحاد، تنظیم اور باہمی الفت و موافقت

کا بھر پور جذبہ پیدا کیا جائے، صفا اور مردہ کے درمیان سعی کرتے وقت اس عظیم خاتون کی اطاعت گزاری اور وفا شعاری کو سامنے رکھنا چاہیے جس نے اللہ کی اطاعت اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کے سامنے تسلیم خم کر دیا تھا اور اس بے آب و گیاہ اور وادی غیر ذی زرع میں اپنے معصوم بچے کے ساتھ مقیم رہنے پر آمادہ ہو گئی تھیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اطاعت و وفا شعاری کا یہ صلہ عطا فرمایا کہ انہوں نے پانی کی تلاش میں بے قراری کے ساتھ چند قدم کا جو فاصلہ دوڑ کر طے کیا تھا اس کے باعث اہل اسلام پر سعی کرنا رہتی دنیا تک فرض قرار پایا۔ اس کے پیش نظر یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ اسے بھی اللہ کی طرف سے اطاعت اور وفا شعاری کا صلہ ضرور ملے گا بشرطیکہ اس میں اخلاص و صداقت کی روح بھی موجود ہو!

جب انسان عرفات کے میدان میں پہنچے تو یہ تصور کرے کہ گویا وہ اللہ کے حضور میں اسی طرح پیش ہے جس طرح اس کو ایک دن میدان حشر میں پیش ہونا ہے۔ یہاں ہر انسان کو "حجۃ الوداع" کے اجتماع کا نقشہ بھی دل میں بٹھانا چاہیے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری خطبہ ارشاد فرمایا تھا اور اس میں ان انسانی حقوق کے چارٹر کا اعلان فرما دیا تھا جن کے لئے آج بھی مظلوم و مقہور انسان علم اور سائنس کے دیوتاؤں سے بھیک مانگ رہا ہے۔ یہاں انسان کو اس بات کا بھی عہد کرنا چاہیے کہ وہ ان انسانی حقوق کی خاطر اپنے آپ کو ہر طرح وقف کر دے گا۔ یہ انسانی حقوق، جنہیں انسانوں کا بنایا ہوا بین الاقوامی ادارہ اقوام متحدہ بھی فراہم کرنے سے عاجز ہے، مگر یہی حقوق اللہ کے رسول اور ان کے صحابہ نے آج سے چودہ سو سال پہلے علی طور پر مہیا کر دیئے تھے، بری رسوم کا خاتمہ ہو گیا تھا، عورت مرد، حاکم محکوم اور چھوٹے بڑے سب اللہ کے دین کی نظر میں برابر ہو گئے تھے۔ مقام ابراہیم، حطیم، منیٰ، مزدلفہ، جبرات اور دیگر مناسک حج شعائر اللہ کے ضمن میں آتے ہیں اور ان سب کی تعظیم و تقدیس واجب ہے۔ یہی تعظیم و تقدیس مناسک حج کی روح ہے۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ذَٰلِكَ وَمَنْ يُعِظْمِ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ۔

بات یہی ہے اور جس نے شعائر اللہ یعنی اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کی تو یہ تو دلوں میں تقویٰ

کی دلیل ہے۔ (الحج: آیت ۳۲)

مقاصد حج | حج بیت اللہ کے مقاصد بھی بہت عظیم ہیں۔ زائرِ حرمین کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان مقاصد کو ہمیشہ سامنے رکھے۔ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ اس سے مسلمان کی ظاہری و باطنی تطہیر کے ساتھ اللہ کی بخشش و خوشنودی مقصود ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے مناسک حج کا حق ادا کر دیئے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہو گیا کہ جیسے وہ آج ہی پیدا ہوا ہے۔ لیکن اس تطہیر و مغفرت سے مراد یہ نہیں کہ انسان حج کے ذریعے گناہ معاف کرا کر آئے اور پھر گناہوں کے سمندر میں غوطہ زن ہو جائے بلکہ اس سے مقصود یہ ہے کہ جو شخص صدق دل سے اللہ کے حضور میں حاضر ہو، خلوص دل سے بخشش مانگے۔ شرعی آداب کے ساتھ مناسک حج ادا اور نیک نیتی سے توبہ کرے، تو اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور اسے اللہ کی رحمت و عنایت نصیب ہوگی۔

اسلام میں فریضہ حج کا ایک مقصد وحدت و مساوات کا عملی مظاہرہ ہے۔ بیت اللہ حقیقت میں اتحاد عالم اسلامی کا منظر ہے اور اس کی زیارت اشجاد و مساوات کی عملی تصویر ہے۔ دنیا کے کونے کونے میں بسنے والے مسلمان پانچ وقت کی نماز میں تو ہر روز اس وحدت و مساوات کا اظہار کرتے ہی رہتے ہیں لیکن زیارت بیت اللہ کے موقع پر وہ دُور دراز گوشوں سے کھینچے چلے آتے ہیں اور وحدت و مساوات کی عملی تصویر بن جلتے ہیں۔ لا الہ الا اللہ اور لبیکے اللہم لبیکے کی صدا میں ملت اسلامیہ کی وحدت اور مساوات کا اعلان کرتی ہیں۔ دشمنانِ ظلم کے دلوں پر ان آوازوں سے ہیبت طاری ہو جاتی ہے۔ سب کا ایک سا لباس ہے، ایک ہی طرف چلے جا رہے ہیں، سب کا مقصد ایک ہے اور سب کی زبان پر ایک سے کلمات جاری ہیں۔ آج گویا عرب و عجم، سرخ و سفید اور گورے کالے کا فرق عملی طور پر مٹ گیا اور زبان و قومیت او رنگ و نسل کی تفریق ختم ہو گئی۔ یہی منظر رسولِ خدا کے ان کلمات کی یاد تازہ کرتا ہے جو آپ نے خطبہ حجتہ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمائے تھے کہ کسی عجمی کو کسی عربی پر اور کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں سب آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کئے گئے تھے!

حج کے موقع پر اخوت اسلامی کے جذبے کو بھی قوت و دام کا سامان میسر آتا ہے۔ مختلف

خطوں کے مسلمان جب خلوص و محبت کے ساتھ ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں تو فوراً سرت سے سب کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ ایک بھائی دوسرے بھائی کا ہاتھ تھامنے، فساد پروری کرنے اور اپنے آپ پر ترجیح دینے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ انما المؤمنون اخوة کی عملی تفسیر نگاہوں کے سامنے ہوتی ہے اور ہر مومن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی عملاً تصدیق کر رہا ہوتا ہے :

المسلم أخو المسلم لا يظلمه ولا يسلطه ولا يخذله ۔

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، کوئی بھی اپنے مسلمان بھائی پر نہ ظلم کرتا ہے، نہ اسے دشمنی کے سپرد کرتا ہے اور نہ اس کا ساتھ چھوڑتا ہے۔

حج میں جو جسمانی محنت و مشقت اور مہر و تحمل کے مراحل آتے ہیں وہ حقیقت میں مرد مومن کو جہاد فی سبیل اللہ کی صبر آزمائشوں کی عملی تربیت دیتے ہیں۔ اس لحاظ سے حج بیت اللہ ایک پُر امن جہاد ہے۔ اخوت، وحدت، مساوات اور ایثار کے یہ عملی مظاہرے اہل ایمان کو جہاد کی تربیت دینے کے لئے ہیں۔ تاریخ سے یہ بات بلا شک و شبہ ثابت ہے کہ نزول کے اعتبار سے قرآن مجید کی آخری سورت یعنی سورہ توبہ جسے سورہ برآۃ، سورہ محمد اور سورہ الجہاد بھی کہا جاتا ہے حج بیت اللہ کے موقع پر نازل ہوئی تھی اور کفار و منافقین کے خلاف جہاد کرنے کا حکم ہوا تھا۔ اس اعتبار سے حج اور جہاد کا تاریخی تعلق بھی ثابت ہوتا ہے۔

مقاصد حج میں سے ایک اہم مقصد فرزندانِ اسلام کا اجتماع اور باہم مشورہ کرنا بھی ہے تاکہ وہ اپنے علاقے اور ملک کے مسائل سے بحث کریں، اپنے بھائیوں کو اپنی مشکلات سے آگاہ کریں اور پھر باہمی تعاون کے وسائل سوچیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معمول بھی یہی تھا کہ حج کے موقع پر تمام عمال کا محاسبہ کرتے۔ ان کے خلاف شکایات سنتے اور ہر خطے کے مسلمانوں کے مسائل حل کرنے کا حکم دیتے۔ اب بھی بلادِ اسلامیہ کے سرکاری و غیر حج اسی مقصد سے آتے ہیں تاکہ حج بیت اللہ عالمِ اسلام کا ایک نمائندہ اجتماع ثابت ہو ! ۔